

پروفیسر رشید احمد انکوی

ڈائریکٹر تحلیل ریسرچ سنٹر لاہور

توہین رسالت۔۔۔ پس منظر

آئیہ بی بی کے حوالہ سے زیر بحث مسئلہ کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا دور جدید کی عالمی تاریخ سے کیا تعلق ہے؟ کیا یہ ضیاء آمریت کے دور کی تخلیق ہے؟ پوپ کا اس مسئلے سے کیا تعلق ہے؟۔۔۔ اس کو دور جدید کے عالمی معاملات کا حصہ بنانے کا ذمہ دار ضیاء آمریت کا کردار نہیں، جمہوریت کی ماں برطانیہ کا طرز عمل ہے، جس نے ربح صدی قبل ملعون رشدی کا باب تخلیق کیا۔ 89-3-21 کے ”نوائے وقت“ اور 89-3-26 کے ”جسارت“ اور اس سے قبل ”جنگ“ میں شائع ہونے والے راقم کے مضمون کی چند سطور ملاحظہ ہوں ”واقعات کی کڑیاں بتاتی ہیں کہ اغلباً اہل مغرب اور امریکہ نے بزبان حال مسلمانوں کے خلاف دور جدید کی صلیبی جنگوں کا آغاز کر دیا ہے اور اس حکمت عملی کا بنیادی نقطہ ایک ملعون شخص کے قلم سے ایک ناپاک تحریر کی اشاعت کروانا اور پھر اس کی بنیاد پر عالم کفر کی صف بندی کرنا شامل ہے اب عالم اسلام کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس اور تعین کرے، کیا عالم اسلام کو بیدار کرنے کیلئے اس سے زیادہ کسی اور تازیانہ کی ضرورت ہے؟“ (براہیم کی تلاش ”صفحہ ۷۱) کیا آنے والے واقعات نے مذکورہ تصور کی تصدیق نہیں کر دی۔

کیا آپ کو یاد ہے کہ نینو ملینیم کی دنیا بھر میں جو تقریبات ہوئیں ان میں بابائے کلیسا جناب پوپ نے پاکستان اور ہندوستان کے دورے میں کیا اہم ترین اعلان کیا تھا؟ انہوں نے ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کیا تھا کہ ”اکیسویں صدی ایشیاء کو عیسائی بنانے کی صدی ہوگی“

اس کے جلد بعد امریکی صدر بش کی قیادت میں اسلامی دنیا پر نائن الیون کے قصے کی بنیاد پر جو ظالمانہ جارحانہ دشمنانہ یلغار کی گئی دراصل یہ مذکورہ ”تخلیعی انقلاب“ کے لئے وہ مقدس جنگ ہے جس کا اعلان بش نے ”کروسید“ کہہ کر کیا اور عراق و افغانستان کے بعد ہماری قبائلی زمینوں پر ڈرون حملوں کی صورت میں جاری ہے اور پیٹھا گون کے سرکاری جریدے میں 2006ء میں شائع مضمون ”ری شیپنگ مڈل ایسٹ“ کے مطابق 2012ء تک (خاکم بدہن) پاکستان کو توڑ دینے کے لئے کی جا رہی ہے۔ اور ایران، یمن، سعودی عرب کے بارے میں ناپاک عزائم ان کے بیانات سے سامنے آتے رہتے ہیں تو اس پوری صلیبی جنگ کی پہلی گھنٹی توہین رسالت بعنوان رشدی بجائی گئی، پھر تسلیمہ نسرین (بگلہ دہی) کا قصہ کھڑا کیا گیا، اور تازہ ترین ماضی قریب کے ابواب یورپ میں خاکوں کا ناپاک مشن

حجاب کی راہ میں رکاوٹ، میناروں کے خلاف قانون سازی جیسے حالات و واقعات پر مشتمل ہیں اس دوران عامر چیمہ شہید نے جب یورپ کی سرزمین پر عشق رسول ﷺ کی راہ میں شہادت کا مرتبہ حاصل کیا تو امریکی حکمت عملی کے کارندے مشرف نے شہید کا جنازہ پنڈی لاہور گوجرانوالہ جیسے مقام پر ہونے کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کیں کیونکہ اگر یہ جنازہ کراچی لاہور یا پنڈی یا ان تمام مقامات پر ہوتا تو شرکاء کی تعداد کروڑوں میں ہوتی، کہنا یہ ہے کہ وہی جنگ جو ایک جانب نیٹو کے اسلحہ سے لڑی جا رہی ہے اسی کا اولین رخ یہ ہے کہ مسلمانوں کو توہین رسالت کے واقعات کے جھٹکے لگا کر ایذا پہنچائی اور بے جان کیا جائے چونکہ ان کا مرکزی نقطہ ”ایشیاء کو عیسائی بنانا“ ہے تو اس کے لئے جنگی اور شہری محاذ پر عمل میں لائی جانے والی حکمت عملی ان کے ذہنوں میں پوشیدہ ہے مگر ان کی طویل تاریخ و نفسیاتی حقیقتوں پر نظر رکھنے والوں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے، راقم ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے موجودہ صدی کے آغاز میں اندازہ لگایا تھا کہ اہل مغرب کی نئی چال بازیوں میں برصغیر کی عیسائی اقلیت کو سامراجی مقاصد کی تکمیل کیلئے استعمال کرنا شامل ہوگا، اور ہم دیکھتے ہیں کہ جدید تحریقی ورکروں کو مسلمانوں کے لباس داڑھی پگڑی میں لبوس کرنا اور اقلیتوں کو کبھی ایک حوالے سے اور کبھی دوسرے سے سامنے لانا تقریباً معمول بن گیا ہے، ٹی وی چینلوں کی بہار ہے بعض جھٹکوں کا خصوصیت سے اپنی مخصوص ٹیم کے ہمراہ آسیہ کی آڑ میں مغربی طاقتوں کے خیالات کی ہم آہنگی میں غیر معمولی سرگرمی دکھانا خود ایک غور طلب صورتحال ہے، آسیہ کی جان عزیز ہے مگر عراق افغانستان اور وزیرستان میں لاکھوں بے گناہ انسانوں کا قتل کتنا قابل تعریف عمل ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کے بارے میں کیا تصورات ہیں، کیا آسیہ کا درد بتانے والوں نے کبھی اس پر بھی زبان کھولی ہے ایک اہل علم نے بجا طور پر سوال کیا ہے کہ اگر عدالتی معاملات کو اپنے ہاتھ میں لینے پر سوات کے صوفی محمد اور دیگر داڑھی پگڑی والے مجرم ہیں تو اسی عمل کا مظاہرہ کرنے والے بغیر داڑھی والے مجرم کیوں نہیں۔ جو عمل ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ذمہ ہے اسے کوئی اور صاحب اختیار اپنے ہاتھ لینے کا مجاز کیسے ہو گیا؟ ایک چینل پر پیشکش کر رہا تھا، جب کبھی بات ہوتی کہ شریعت بیخ اور پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ کیا تو اسکر پر سن چیج کر کہتی کہ یہ تو ”ضیاء آمریت“ کے دور کی بات ہوئی نا۔ یعنی ضیاء آمریت کے دور کی عدالت اور پارلیمنٹ کی حیثیت ہی کیا ہے؟ کیا موصوفہ یہ سننا پسند کریں گی کہ فلان بات تو ”زرداری دور“ کی ہے اس لئے یہ صرف زرداریوں کے لئے ہے، یہ طرز فکر عمل درست نہیں ہے، ضیاء دور تو ایک عشرے پر مشتمل ہے، اور دل چسپ بات یہ ہے کہ جنرل سکندر مرزا نے بھٹو صاحب کو ملکی سیاست میں داخل کیا، جنرل ایوب نے پروان چڑھایا، جنرل یحییٰ نے رفاقت مہیا کی اور جنرل مشرف نے بھٹو خاندان کے ساتھ این آرا کیا۔ یہ سارے جرنیل کبھی آمر نہیں کہلائے، صرف ایک ضیاء ہی پینل پارٹی کا اکلوتا معتب جرنیل ٹھہرا۔ میڈیا جب شعور دے رہا ہے تو میڈیا ورکر خود بھی عقل و شعور کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں (ایک بزرگ صحافی کو ٹی وی پر ایک سابق جج پر مسلط دیکھا کہ جج صاحب موجودہ قاضی القضاات کے بارے میں ان کی پسند کا

کوئی کلمہ اگلیں) یہ طرز عمل قابل تعریف نہیں ہے، ایک مذاکرے میں معروف علمی شخصیت ڈاکٹر انیس صاحب نے بجا طور پر ایسے مسائل کے بہانے تو جہات دوسرے امور و حالات سے ہٹانے کی چال کا امکان ظاہر کیا تو اینکر پرسن کو اچھا نہ لگا، شیریں رحمان پارلیمنٹ میں اپنا موقف پیش کریں کہ یہی ان کا اصل پلیٹ فارم ہے، تاہم پارلیمنٹ کے اجزائے ترکیبی اصل جج یعنی ”عوام“ کی نظر کے سامنے ہیں، انہیں ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ پارلیمنٹ کی طاقت احکام الہی کے اتباع میں ہے ورنہ کروڑوں پارلیمنٹیں ایک آیت ربانی یا حدیث نبوی کے مقابلے میں صفر سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، آسیہ کی آبادی میں رہتی ہے وہاں کے لوگوں نے اس کے خلاف کوئی رپٹ کرائی ضلعی عدالت نے ایک فیصلہ دیا، وہ اس فیصلے کے بارے میں کسی اور عدالت میں جاسکتی ہوگی، عدالتیں تو آئے روز فیصلے ہی کرتی ہیں، اس قصبے کوئی وی اوں پر کون لایا، کب لایا، کیوں لایا؟ آسیہ کے عمل کے ساتھ اسے ٹی وی کے مخصوص نوعیت کے مباحثوں میں لانے والے بھی اپنے عمل کے ذمہ دار ہیں، موضوع اتنا اہم اور نازک ہے کہ الزام لگانے والوں سے لے کر اس کے چرچے کرنے والوں تک کا احتساب ہونا چاہیے۔ عدالتی مسائل پر گفتگو کا دائرہ متعین ہوتا ہے، پھر ہمارے ملک میں عدلیہ کی اپنی ایک تاریخ ہے، عدلیہ کے بارے میں بھی کئی رویے ہیں تو کون کس طرح کس کا استحصال کر رہا ہے، یہ بھی مسئلہ کے زاویے ہیں کیا ٹی وی والوں نے مفتی رفیع عثمانی، مولانا محمد اسحاق فیصل آبادی، مولانا طارق جمیل، مفتی زین العابدین، علامہ جوہری، مولانا طاہر القادری، قاضی حسین احمد، پروفیسر حافظ محمد ارشد، گوجرانوالہ، مولانا اشرفی (جامعہ اشرفیہ) جیسی شخصیات کو ٹی وی پر سنایا جائے ٹی وی کے پسندیدہ افراد قابل قدر ہو سکتے ہیں، مگر پاکستان کے عوام الناس کی غالب اکثریت ان کے بارے میں ٹی وی والوں کی ہم خیال نہیں، علمائے سعودی عرب میں سے کس کی رائے حاصل کی گئی ہے، علماء ایران سے کس قدر استفادہ کیا گیا ہے۔

نبی آخر الزماں ﷺ کے ناموس کا تحفظ ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے، بے نظیر بھٹو کے خون کے نام پر ایک ”ابنارٹل جمہوری عمل“ کے ذریعے اقتدار تک پہنچنے والے از قلم شیریں رحمان لوگ عقائد کی دنیا میں گفتگو اور دخل اندازی کرتے وقت خود بھی اعتدال کی راہ پر ہیں اور پھر لوگوں کو اعتدال کی تلقین کریں۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

آپ اپنے مضامین بنام مدیر الحق بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں

editor_alhaq@yahoo.com